اسلام کے اقتصادی قانون زکوٰۃ کی عقلی و شرعی حیثیت

(از جناب مولوی عبید الرحمٰن صاحب طالب رحمانی)

تمام ارباب دانش اور اہل بصیرت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اسلام کی تعلیم ایک ہمہ گیر تعلیم ہے اگر ایک طرف اسکی تعلیم کا تعلق بنی نوع انسان کی اخروی فلاح ونجاح کے ساتھ ہے تو دوسری طرف دنیوی خیر وبرکت اور ترقی وعروج کے متعلق بھی ہے یعنی اسلام جہاں اپنے ماننے والوں کی اخروی فلاح ونجات کا ذمہ دار ہے۔ ٹھیک اسی طرح ان کی دنیوی سود وبہبود ترقی وعروج کا بھی کفیل ہے اور اخروی زندگی کو کامیاب زندگی بنانیکی تعلیم دینے کے ساتھ ان کی بین الاقوامی تمدنی اقتصادی ترقی کی بھی رہنمائی کرتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ علم الاقتصاد اور تمدن کا یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے کہ قوم کے افراد میں فقر ودولت احتیاج وغنا کے لحاظ سے کس طرح ایک تناسب وتوافق قائم کیا جائے۔ یوں تو حکیم سولون کے عہد سے لیکر کارلس مارکس اور لینن جیسے مدبرین یورپ نے اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور یورپ کی مختلف جماعتوں سوشلسٹوں نیشلسٹوں نھلسٹوں نے اس عقدہ کی گرہ کشائی کرنی چاہی لیکن کوئی جماعت بھی اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوئی اسلام نے جو دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ اپنے پیروں اور اپنے ماننے والوں کو دنیا کی بہترین متمدن قوم بنادے اس اہم اور مشکل مسئلہ کو قانون فرضیت زکوٰۃ کی صورت میں بہتر طریقہ سے حل کردیا۔

فرضیت زکوٰۃ اس میں شک نہیں کہ اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم جیسا کہ قرآن کی بے شمار آیات واحادیث نبویہ اس کی شاہد ہیں۔ ہمیشہ سے مساکین وغربا کے ساتھ ہمدردی اور دستگیری کرنیکے متعلق تھی اور اسلام نے شروع ہی سے مسلمانوں کو غریبوں اور محتاجوں کے ساتھ مہربانی کرنے اور ان کی امداد واعانت پر خصوصیت سے توجہ دلائی تھی لیکن باایں ہمہ اس ہمدردی اور امداد واعانت کیلئے کوئی ایسا قاعدہ مقرر نہ تھا جس پر بطور آئین وضابطہ کے عمل درآمد کیا جاتا اسلئے اغنیا اور دولتمند جو کچھ کرتے تھے اپنی فیاضی اور نیکدلی سے کرتے تھے۔ ہجرت کے دوسرے سال اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں پر زکوٰۃ کو فرض قرار دیکر علم الاقتصاد اور تمدن کے ایک اہم اور مشکل مسئلہ کو ہمیشہ کیلئے طے کردیا اور فرمادیا اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ یعنی کلمہ شہادت اور نماز کے بعد تمہارے ذمہ سب سے ضروری چیز ادائیگی زکوٰۃ ہے +

زکوٰۃ کا لغوی اور شرعی مفہوم زکوٰۃ کے اصلی اور لغوی معنی "پاکیزگی" "افزائش" "برکت" کے ہیں اصل الزکوٰۃ

الطہارۃ والنماء والبرکۃ اور شریعت کی اصطلاح میں مال کے اس خاص حصہ اور مقدار کو کہتے ہیں جو مال سے نکالکر اس کے مستحقین یعنی فقراء و مساکین وغیرہ کو دیا جائے۔

زکوٰۃ کی عقلی حیثیت اور اسکا فلسفہ یوں تو اسلام کے جتنے قوانین و احکام ہیں کوئی بھی اسرار و حکم اور مصالح و منافع سے خالی نہیں ہر ایک کے اندر اخروی منافع و فوائد کے ساتھ دنیوی مصالح و منافع بھی ضرور پائے جاتے ہیں یہ اور بات ہے کہ ہم اپنی کوتاہ نظری اور کم فہمی و کم عقلی سے انھیں دیکھ اور سمجھ نہ سکتے ہوں ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اسلئے قوانین اسلامی اور احکام شرعیہ میں سے قانون زکوٰۃ کے فوائد و منافع اور اسرار و حکم بیان کرنیکی چنداں ضرورت نہیں تھی لیکن اس دور مادیت اور روشن خیالی میں جہاں اور قوانین اسلامی اور احکام شرعیہ کو خالی از حکمت اور بے فائدہ تبلایا جاتا ہے وہاں زکوٰۃ جیسے اہم اسلامی قانون کو بھی خالی از حکمت اور بے فائدہ و بیکار بتایا جاتا ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ ذیل کی سطور میں اسلام کے اس اقتصادی قانون پر عقلی حیثیت سے روشنی ڈالتے ہوئے اسکے اسرار و حکم اور دنیوی فوائد و منافع مختصر طور پر بیان کردیں تاکہ وہ لوگ جو مغرب کی اندھی تقلید کرتے ہوئے زکوٰۃ کے متعلق یہ کہدیا کرتے ہیں کہ مال کی زکوٰۃ نکالنے سے کیا فائدہ کیا اللہ تعالیٰ محتاج ہے وغیرہ وغیرہ ان اسرار و حکم اور فوائد و منافع کو دیکھکر اس اعتراض سے باز آجائیں +

(۱) یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انسان فطرتاً مال و دولت کا حریص اور طماع واقع ہوا ہے اس کی رگ رگ میں مال کی محبت و الفت اور دولت کی طمع سرایت کئے ہوئے ہے چنانچہ وہ اکثر مال کی محبت اور دولت کے حرص اور طمع میں آکر انسانی اخلاق فراموش کرجاتا ہے اور بخل و امساک جیسے بُرے اخلاق میں مبتلا ہوکر دنیا و آخرت دونوں جگہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اسلام نے جو دنیا میں اخلاق حسنہ کا داعی بنکر آیا ہے اور جس کا واحد مقصد یہ ہے کہ انسان کو بُرے اخلاق سے روکے اور اخلاق حسنہ کا خوگر بنائے زکوٰۃ فرض کردیا تاکہ انسان مال کی محبت اور دولت کی طمع میں آکر اخلاق حسنہ جود و سخا وغیرہ کھو نہ بیٹھے اور بخل و امساک کے عیوب سے پاک رہے۔ الغرض زکوٰۃ کی ادائیگی میں سب سے بڑی حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ انسان بخل و امساک اور کنجوسی جیسے قبیح اخلاق سے جو نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں بھی انسان کی ذلت و رسوائی کا باعث ہیں پاک رہتا ہے اور مال کی محبت انسانی اخلاق کو کبھی مغلوب نہیں کرسکتی۔

(۲) یہ ایک کھلی ہوئی چیز ہے کہ جب انسان کے پاس مال و دولت جمع ہوجاتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں تکبر و غرور استغنا و خودستائی جیسے برے اخلاق پیدا ہوجاتے ہیں لیکن زکوٰۃ کی ادائیگی سے ایک مالدار ان تمام عیوب سے پاک رہتا ہے کیونکہ وہ اپنے مال میں غرباء و مساکین کے حقدار ہونیکی وجہ سے انھیں اپنی قوم کا جزو اور فرد خیال کرتا ہے اسلئے اگر اسکے پاس بیحد دولت جمع بھی ہوجائے تو اس میں تکبر و غرور پیدا نہیں ہوگا۔

(۳) انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے اس کی طبیعت اور فطرت میں مدنیت داخل ہے وہ بغیر اشتراک و تعاون اور میل جول کے اکیلا زندگی نہیں گذار سکتا انسانی زندگی کا راز درحقیقت اسی اشتراک و تعاون میں مضمر ہے آپ اقوام ماضیہ کی زندگی کا مطالعہ کرجائیے آپ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ جن قوموں میں اشتراک و تعاون رہا وہ قومیں زندہ رہیں اور انکا ستارۂ ترقی بلندی سے پستی کی طرف کبھی نہ آیا اور جن قوموں میں اشتراک و تعاون کی اسپرٹ اور روح تنظیم نہ رہی وہ بہت جلد اس دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹ گئیں۔ الغرض انسانی زندگی کی بقا اور اس کے قیام کیلئے باہمی اشتراک و تعاون ضروری اور لابدی ہے۔ پس اگر غربا و مساکین کو جو زمانہ کے ہاتھوں غربت و مسکنت کا شکار ہو چکے ہیں اغنیا اپنے مال و دولت سے ان کے ساتھ تعاون نہ کرینگے تو وہ بھوکے مر جائینگے اور اس طرح شہر کا ایک بہت بڑا عنصر تباہ ہو جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ زکوٰۃ میں ایک بہت بڑا تمدنی فائدہ یہ ہے کہ اس سے غربا و مساکین جن کی ہلاکت و تباہی سے قوم و بستی کی ہلاکت و تباہی ہے تباہی و بربادی سے بچ جاتے ہیں اور اغنیاء کے ساتھ ایک انس و محبت مواخاۃ و مواساۃ اور ان کی دولت و ثروت کے ساتھ ہمدردی و خیرخواہی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ وہ اغنیاء کے مالوں میں اپنا ایک حصہ موجود و قائم سمجھتے ہیں۔

(۴) اس میں شک نہیں کہ گداگری اور بھیک مانگنے کی رسم نہایت بری رسم ہے جو قوموں اور جماعتوں کی عزت و آبرو کے لئے ایک بدنما داغ ہے جس کا زائل کرنا غایت درجہ ضروری ہے لیکن آج تک کسی انسان نے کوئی ایسا لائحہ عمل نہیں تیار کیا جو اس رسم بد کا کلی طور پر استیصال کر دے۔ اسلام جو ہر ایسی رسم کے مٹانے کیلئے آیا ہے جو قوموں اور جماعتوں کی عزت و آبرو کو داغدار بنانیوالی ہوں زکوٰۃ فرض کر کے قوم سے گداگری اور بھیک مانگنے کی رسم کا یکسر خاتمہ کر دیا پس قوم کے حق میں زکوٰۃ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ گداگری اور بھیک مانگنے کی مذموم رسم قوم سے بالکل مفقود ہو جاتی ہے آج جبکہ بدقسمتی سے ہندوستان اقتصادی تباہی و پستی میں مبتلا ہے یہ رسم عام ہو چکی ہے۔ اگر ہندوستان کے اغنیاء اور ذی ثروت زکوٰۃ کی ادائیگی میں غفلت و سستی سے کام نہ لیں تو یہ رسم بغیر کسی جبری قانون کے ملک و قوم سے جاتی رہیگی۔

زکوٰۃ کی شرعی حیثیت اور اسکے فضائل

اوپر کی سطور میں ہم نے زکوٰۃ کی عقلی حیثیت اس کے اسرار و حکم و فوائد و منافع کو مختصر طور پر واضح اور نمایاں کر دیا ہے جو ایک صاحب عقل سلیم اور منصف مزاج جویائے حق کیلئے کافی ہیں اب ہم چاہتے ہیں کہ زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کی شرعی حیثیت اور اس کے فضائل جو قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ثابت ہیں مختصر طور پر ذکر کر دیں۔ زکوٰۃ کی شرعی حیثیت کیا ہے اسلام کے قانون اساسی یعنی قرآن کریم نے اس اس مسئلہ کو کیا اہمیت دی ہے اس کا اندازہ ذیل کی آیات سے ہوگا۔

(۱) مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (پ ۳ ع ۴) جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات خوشے پیدا ہوئے ہر خوشے میں سو دانے اور اللہ برکت دیتا ہے

جسکو چاہتا ہے اور اللہ گنجائش والا واقف ہے۔
(۲) اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (پ ۳ ع ۳۶) جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کے پیچھے احسان نہیں جتاتے اور نہ ایذا دیتے ہیں ان کا ثواب ان کے پروردگار کے پاس ملیگا نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔
(۳) اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (پ ۳ ۲۸۶) جو لوگ رات اور دن چھپے اور ظاہر اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کے دئیے کا ثواب ان کے پروردگار کے پاس انہیں ملیگا۔ نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہونگے۔
زکوٰۃ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی اہمیت اور اس کی عظمت کا اندازہ آپنے مذکورہ بالا آیات سے لگا لیا ہوگا۔
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کیا اہمیت اور فضیلت بیان فرمائی ہے اسکو ذیل کے آثار میں تلاش کیجئے۔
(۱) عن علقمۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من تمام اسلامکم ان تؤدوا زکاۃ اموالکم (بزار) یعنی تمہارے اسلام کی تکمیل اسی میں ہے کہ تم مال کی زکوٰۃ دو۔ + (۲) عن انس بن مالک قال اتی رجل من تمیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ انی ذومال کثیر وذو اھل ومال وحاضرۃ فاخبرنی کیف اصنع وکیف انفق فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخرج الزکوٰۃ من مالک فانھا طھرۃ تطھرک وتصل اقرباءک و تعرف حق المسکین والجار والسائل الحدیث (احمد) یعنی حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص تمیمی آنحضرتؐ کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ میرے پاس بہت سا مال ومتاع ہے بتائیے میں اسے کس طرح خرچ کروں آنحضورؐ نے جواب دیا مال کی زکوٰۃ نکالو اس کے ذریعہ اللہ تمہیں پاک کرے گا اور صلہ رحمی کی توفیق دیگا سائل اور مسکین اور ہمسایہ کی حق شناسی ہوگی + (۳) عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس من جاء بھن مع ایمان دخل الجنۃ من حافظ علی الصلوات الخمس علی وضوئھن ورکوعھن و سجودھن ومواقیتھن وصام رمضان وحج البیت ان استطاع الیہ سبیلا واعطی الزکاۃ طیبۃ بھا نفسہ الخ۔ (ترغیب ترہیب) جناب ابودردا سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں جو شخص ان کو بجالائیگا جنت میں داخل ہوگا ایک تو نماز پنجگانہ باقاعدہ اور پابندی سے ادا کرنا دوسرے رمضان کا روزہ رکھنا تیسرے بعد استطاعت بیت اللہ کا حج کرنا چوتھے برضا ورغبت مال کی زکوٰۃ دینا۔
(۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اقام الصلوٰۃ واتی الزکاۃ وحج البیت وصام رمضان وقری الضیف دخل الجنۃ (طبرانی کبیر) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا

کہ جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور بیت اللہ کا حج کرے رمضان کے روزے رکھے مہمان نوازی کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (۵) عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی بعمل یدخلنی الجنۃ قال تعبد اللہ لا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوٰۃ وتؤتی الزکوٰۃ وتصل الرحم (صحیحین) حضرت ابوایوبؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ کونسا عمل ہے جو مجھے جنت میں لیجائے گا۔ آپ نے فرمایا خدا کی عبادت اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرانا۔ نماز پڑھا کرنا اور مال کی زکوٰۃ نکالا کرنا اور صلہ رحمی کرنا۔ (۶) عن عمرو بن مرۃ الجھنی رضی اللہ عنہ قال جاء رجل من قضاعۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی شھدت ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ وصلیت الصلوٰۃ الخمس وصمت رمضان وقمتہ وآتیت الزکوٰۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی ھذا کان من الصدیقین والشھداء (صحیح ابن خزیمہ) حضرت عمرو بن مرہ جہنی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بنی قضاعہ سے آنحضورؐ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں اور میں نماز پڑھتا ہوں زکوٰۃ دیتا ہوں رمضان کے روزے رکھتا ہوں اس میں قیام بھی کرتا ہوں آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص ان افعال پر مریگا وہ صدیقین اور شہداء سے شمار کیا جائیگا۔

زکوٰۃ نہ دینے کے متعلق وعیدیں مذکورہ بالا روایات وآثار سے زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کی فضیلت پر کافی روشنی پڑتی ہے نیز ان روایات وآثار سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کا ترک کرنا کس قدر نقصان دہ اور موجب سزا ہے لیکن مزید وضاحت کیلئے زکوٰۃ نہ دینے اور امساک اور بخل کے متعلق قرآن مجید اور احادیث وآثار میں جو وعیدیں آئی ہیں مختصراً درج ذیل ہیں۔ (۱) وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (پ ۱۰ ع ۵) جو سونے چاندی کے ڈھیر جمع کرتے رہتے ہیں اور اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے (اے نبیؐ) انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری دیجئے جسدن ان سونے چاندی کو آگ میں تپاکر ان سے ان کے منہ پیشانی پہلو داغے جائیں گے اور کہا جائیگا یہ ہے تمہارا خزانہ جسے تم نے دنیا میں اپنے لئے جمع کر رکھا تھا۔ پس آج تم اس خزانہ کے جمع کرنیکی سزا چکھو۔ (۲) هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ (محمد ع ۴) تم لوگ سن رکھو کہ تمہیں راہ خدا میں خرچ کرنے کو بلایا جا رہا ہے اس پر بھی تم میں ایسے ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے تو حقیقت میں خود اپنے ہی سے بخل کرتا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو۔ اگر تم روگردانی کروگے تو تمہارے سوا دوسرے لوگوں کو لا بٹھائیگا پھر وہ تم جیسے نہ ہونگے۔"

ان ہردو آیات میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ نہ دینے والے مالدار بخیل کو کسقدر تنبیہ فرمائی ہے آخری آیت میں تو صاف طریقہ سے فرما رہا ہے کہ زندہ وہی قوم رہیگی جو اس قانون زکوٰۃ کی پابند ہوگی ورنہ قانون قدرت اسے فنا کردے گا اور کسی دوسری قوم کو اس کا قائم مقام بنا دیگا پس اگر مسلمانوں کو اپنی زندگی محبوب و مطلوب ہے تو مال کی زکوٰۃ نکالکر حاجتمندوں اور غریبوں کی حاجت روائی کریں ورنہ ڈر ہے کہ جس طرح اقوام ماضیہ اپنے بخل اور حاجتمندوں سے بے اعتنائی برتنے کی وجہ سے ہلاک و برباد ہوگئیں یہ بھی تباہی و خستگی کی نذر نہ ہوجائیں۔

(۱) عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منع قوم الزکاۃ الا ابتلاہم اللہ بالسنین (طبرانی اوسط) یعنی جس قوم نے زکوٰۃ دینی روک دی اللہ تعالیٰ نے اس کو قحط و تنگدستی میں مبتلا کردیا۔ (۲) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتاہ اللہ مالا فلم یؤد زکوتہ مثل لہ مالہ یوم القیمۃ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیمۃ ثم یاخذ بلہزمتیہ یعنی شدقیہ ثم یقول انا مالک انا کنزک الخ (بخاری) آنحضرت فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر وہ اس کی زکوٰۃ نہ نکالے تو قیامت کے دن اس کا مال گنجا سانپ بنکر آئے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے وہ سانپ اس کی گردن میں لپیٹا جائے گا جو اس کے منہ کو کاٹ لیگا اور کہیگا میں وہی تیرا مال اور خزانہ ہوں جسکو تونے دنیا میں جمع کر رکھا تھا۔ (۳) عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما من رجل یکون لہ ابل او بقر او غنم لا یؤدی حقہا الا اتی بہا یوم القیمۃ اعظم ما یکون و اسمنہ تطأہ باخفافہا و تنطحہ بقرونہا الخ (صحیحین) یعنی جس شخص کے پاس اونٹ گائے بکری ہوں اور وہ ان کی زکوٰۃ نہ نکالے تو قیامت کے دن یہی جانور موٹے بھاری بھرکم صورت میں لائے جائینگے جو اپنے مالک کو اپنے پاؤں سے کچلیں گے اور اپنی سینگوں سے مارتے رہیں گے

مناسب ہوگا کہ زکوٰۃ کے چند ضروری مسائل و احکام بھی یہاں ذکر کردیئے جائیں۔ پورے مسائل کی تشریح کی یہاں گنجائش نہیں اسلئے نہایت اختصار سے کام لے رہا ہوں۔ زکوٰۃ ہر ایسے بالغ حر مسلمان مرد ہو یا عورت پر جس کے پاس مقررہ نصاب کے مطابق مال موجود ہو اور اس پر پورا سال گذر جائے واجب ہے۔ اگر کسی مال کی زکوٰۃ اس پر پورا سال گذرنے سے پہلے دیدی جائے تو جائز ہے۔

زکوٰۃ کے مصارف زکوٰۃ کن لوگوں کو دینی چاہیئے اس کے متعلق قرآن مجید نے تفصیل سے بیان کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ الخ (پ ۱۰ ع ۱۴) یعنی زکوٰۃ کا مال فقیروں، مسکینوں، زکوٰۃ کے وصول کرنیوالوں، نومسلموں اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور مسلمانوں کے جرمانہ ادا کرنے میں اور جہاد کے کاموں میں اور مسافروں کو دینا چاہیئے۔

آیت مذکورہ میں زکوٰۃ کے آٹھ مصرف بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ہر ایک کو دینا ضروری نہیں ہے بلکہ ان میں سے

جس قسم کو بھی دیدیں زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ ان آٹھوں مصارف میں بعض مصرف ایسے ہیں کہ ان پر اسلامی حکومت ہی کے دور میں عمل ہو سکتا ہے فی الحال ہندوستان میں ان پر عمل کرنیکی کوئی صورت نہیں مثلاً زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو یا غلام آزاد کرانے میں۔

زکوٰۃ کا مال کن لوگوں کو دینا جائز نہیں تونگر (صاحب نصاب) کو زکوٰۃ نہ دینی چاہیئے اور سیدوں کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں کیونکہ سیدوں یعنی بنی ہاشم (جس میں آل عباسؓ آل عقیلؓ و آل علیؓ و آل جعفرؓ داخل ہیں) کو زکوٰۃ کا مال لینا حرام ہے۔ عن عبد المطلب بن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذہ الصدقات انما ھی اوساخ الناس وانھا لا تحل لمحمد ولا لآل محمد (مسلم) اگر کوئی فقیر و مسکین اس زکوٰۃ کے مال میں سے جو اسکو ملا ہے اپنی طرف سے کسی سید کو بطور ہدیہ کے دے تو اسکو لینا جائز ہے۔ کما فی حدیث بریرۃ لہا صدقۃ ولنا ھدیۃ۔

زکوٰۃ کن چیزوں میں واجب ہے تجارت کے اموال اور جانوروں میں اونٹ گائے بیل بکری بھینس بھیڑ جو جنگل میں چرتے ہوں یعنی زیادہ تر ان کا گذارا جنگل میں چرنے پر ہو سونا چاندی روپے زیور غلہ جات کھجور منقی وغیرہ میں زکوٰۃ واجب ہے جانوروں کی زکوٰۃ کا نصاب اور اس کی مقدار کی تفصیل کے متعلق اگر ضرورت ہو تو اپنے مقامی علماء سے دریافت کر لیا جائے یہاں ہم مختصر طور پر سونا چاندی اور غلے کے متعلق کچھ عرض کر دیتے ہیں۔

سونا چاندی اور روپیہ کی زکوٰۃ جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو اور اس پر پورا ایک سال گذر چکا ہو تو اس میں سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا نکالدینا چاہیئے۔ زیور کی زکوٰۃ کا نصاب بھی یہی ہے جو سونے چاندی کا ہے اور روپے کا سیدھا مشہور حساب یہ ہے کہ فی سینکڑہ ڈھائی روپیہ اور فی ہزار ۲۵ روپے، تجارت کے مال میں بھی سال بھر کے بعد حساب کر کے جتنا روپیہ نقد موجود ہو اور جتنے کا مال ہو اس کی قیمت کا اندازہ کر کے سب کی میزان لگائے اگر اپنے ذمے قرض ہو تو پہلے اُسے ادا کرے اب جو باقی بچے اگر وہ نصاب کے مطابق ہو تو اس سے اسی حساب سے زکوٰۃ نکالے جو اوپر ذکر ہوا۔

غلہ کی زکوٰۃ جو غلہ ایسی کھیتی سے پیدا ہو جسے برسات یا تالاب یا نہر کے پانی سے سیراب کیا گیا ہو یا وہ کھیتی تراوٹ کی زمین میں ہو تو اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ کا واجب ہے اور جو کھیتی کنویں سے پانی کھینچکر تیار کی گئی ہو اس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ کا واجب ہوتا ہے لیکن واضح رہے کہ یہاں نہر سے مراد وہ نہریں نہیں ہیں جو آجکل سرکاری طور پر نکالی گئیں ہیں جن سے پانی لینے والوں کو اجرت دینی پڑتی ہے۔ بلکہ قدرتی نہریں مراد ہیں۔ جو کھیت سرکاری نہروں سے اجرت دیکر تیار کیا گیا ہو اس میں بھی بیسواں حصہ ہی زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ نصاب کے مطابق ہو۔

جو گیہوں وغیرہ غلے جات نیز منقی کھجور ان میں پانچ وسق سے کم یعنی انگریزی تول کے حساب سے اکیس من سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی یہی انکا نصاب ہے۔